مثالی نظامِ تعلیم ا سوۂ حسنہ کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر گل محمد[[1]](#footnote-1)\*

علم ایک نور ہے جو انسانیت کو اعلیٰ تہذیب کی جلا بخشتا ہے۔ جو کائنات کے اسرارورموز سے آگاہی کا موجب ہے یہ نور ہمیں کس نے دیا۔ کہاں سے ملا علم کی یہ نعمت عظمٰی ہمیں اسوۂ حسنہ محمد ﷺ سے ملی ہے ا للہ تعالیٰ نے اس کی صداقت کو اپنےحکم سے مزین فرما یا ہے :”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ“

آپ ﷺ کی ذات اقدس ایک آفتابِ علم ہے جس کی نورانی کرنیں بنی نوع انسان کے دلوں کو منورکرتی ہیں شاہ امم، شہنشاہ کونین، فخر رسل اورمعلم کامل حضرت محمدﷺ کا اخلاقی رویہ،کردار اور طرز عمل ایک بہترین نمونہ ہے اور ایک عمدہ مثال ہے، ان لوگوں کے لیے جو معلم بننا چاہتے ہیں آپﷺ نے تعمیر انسانیت کے مشن کی تکمیل کے لیے تعلیم و تدریس کا فریضہ منتخب فرمایا۔آپﷺ نے فرمایا”إنما بعثت معلما “ بے شک مجھے معلم بناکر بھیجاگیا ہے۔اس لیے ہمیں بھی کماحقہ آپ ﷺ کے اسوہ تعلیمی کو مشعل راہ بنانا پڑےگا۔

حضور اکرم ﷺ کے طریقۂ تعلیم و تدریس کی خصوصیات اور افادیت:

آپ ﷺ کے مؤثر تدریس کےلیے جو رہنما اصول ہمیں سیرو احادیث کی کتب سے ملے ہیں ان کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ دور جدیداسا تذہ کرام حضوراکرمﷺ کے طریق تعلیم و تدریس سے فائدہ اٹھا کر تعلیمی عمل کو مؤثر بنا سکتےہیں۔

1۔ آپ ﷺ نے اپنی تعلیمی تحریک کا آغاز حمدِ ربِّ جلیل سے کیا۔ خطا بت یا دعوتِ دینِ حق کو ایک مذہبی فریضہ قرار دیا۔ یہ ادب و ا حترام قلب ا نسانی پر گہرے نقوش چھوڑتا ہے۔

2۔ معلم کے لیے اچھی باوقار اور بلند آواز ضروری ہے آپ ﷺ کی آواز وہاں تک پہنچتی تھی جہاں کسی اور کی آواز نہیں پہنچتی تھی۔

3۔ آپ ﷺ نے جامع،عمدہ اور سہل انداز گفتگو ا ختیار فرمایا۔

4۔ آپﷺ نے ہمیشہ فصاحت و بلاغت سلاست و روانی،شستگی اور شائستگی سے کام لیا۔

5۔ آپﷺ کے طریقۂ تدریس کی ایک خوبی اختصار پسندی بھی تھی۔ خطباتِ مبارکہ مختصر اور جامع ہوتے۔ آپ ﷺ طوالت کو نا پسند فرماتے۔

6۔ آپ ﷺ کے خطباتِ مبارکہ میں رقت انگیزی اور اثر ا نگیزی تھی۔

7۔ حضور اکرامﷺتعلیم کے دوران کوئی ہلکی پھلکی بات سے دلچسپی کو زندہ رکھتے۔

8۔ آپ ﷺ سامع اور مخاطب کے معیار کا خیال رکھتے آپ ﷺ بدوی، شہری، قاری، امئ وغیرہ سے ان کے معیار کے مطابق گفتگو فرماتے۔ اپنی گفتگو مبارک کو عمدہ مثالوں اور روز مرہ کے مشاہدات سے سمجھاتے۔

9۔ آپ ﷺ سامع کی سہولت کے لیے سادہ اور مانوس لہجہ استعمال فرماتے۔

10۔ جب آپ ﷺ تلامذہ سے خطاب فرماتے تو انھیں آدابِ زند گی سے روشناس فرماتے۔ دورانِ تدریس لطیف ترین اور نرم ترین انداز اختیار فرماتے۔آپ ﷺ کے کلام میں عاجزی اور انکساری ہوتی۔ چناں چہ بطور معلم آپ ﷺ کی بڑی خصوصیت آپﷺ کی تواضع اور ا نکسار تھی۔

11۔ آپ ﷺ مخاطب کی بولی اور ان کے لہجے میں گفتگو فرماتے۔ آج نظامِ تعلیم میں یہ متنازع مسئلہ ہے کہ تعلیم کس زبان میں ہونی چاہیے؟ یہ درست ہے کہ دوسری اقوام کی زبانیں سیکھنا بہت مفید ہیں اور بعض علوم کو ان زبانوں میں حاصل کرنا بھی مناسب ہے لیکن بنیادی تعلیم اس زبان میں ہونی چاہیے جس میں مخاطب زیادہ بہتر طریقے پر سمجھ سکتا ہو۔عرب اگرچہ عربی زبان ہی بولتے تھے لیکن ان کے مختلف قبائل اور علاقوں میں لہجوں کا اختلاف پایا جاتا تھا۔حضرت محمدﷺسے علم حاصل کرنے کے لیے مختلف قبا ئل اور افراد آتے تو آپ ﷺ ان سے ان کے لہجے میں گفتگو فرماتے ِ خطیب بغدادی نے اپنی سند سے عاصم الاشعری کا قول نقل کیا ہے۔کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ کو مخصوص لہجے میں بات کرتے سنا اس سے مخاطب میں اپنا ئیت پیدا ہو جاتی ہے۔

12۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آہستہ آہستہ اورٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تاکہ سامع پوری طرح مستفید ہو اور اگر ضرورت پڑتی تو آپﷺ بات کو دہراتے تاکہ سمجھنے میں کمی نہ رہ جائے۔

رسول اکرم ﷺ جب گفتگو فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تاکہ اسے پوری طرح سمجھ لیا جائے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ ﷺ بات کرتے اور اگر کوئی گنتی کرنے والا گنتی کرے تو شمار کر سکے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب گفتگو فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے۔

13۔ آپ تلا مذہ میں تجسس ابھارنےکے لیے سوال کرتے یا ادھوری بات کہہ کر متوجہ ہوتے تاکہ لیکچر میں دلچسپی برقرار رہے۔مثلاً: سب سے بڑا سخی کون ہے۔(2) تجسس کے لیے تین بار فرماتے : ہلاک ہوا،ہلاک ہوا، ہلاک ہوا۔ (3) بہادر وہ ہے جو..................

14۔ آپ ﷺ نے بطور معلم صبر و قناعت کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔ بے لوث خدمت کی اور بحیثیت معلم کفار کے ہر ظلم اور زیادتی کو برداشت کیا۔

آپﷺ کا خطبہ شریف نہایت سادہ ہوتا۔ خطبہ دیتے وقت آپ کے دستِ مبارک میں عصاء ہوتا تھا ارشاد نبویﷺ ہے: حمل العصا علامۃ الموممن و سنۃالانبیاء

درسگاہ صفّہ کے بارے میں تفصیل

**نصاب تعلیم:** (1)حفظِ قرآن ( سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں )، (2) فن قرأت و تجوید قرآن، (3) غیر زبانوں کی تعلیم مثلاً عبرانی، سریانی، فارسی قبطی، حبشی، ( حضرت زید بن ثابتؒ ماہر السنہ تھے) حضرت عبداللہ ابی زبیر بھی بہت سی زبانیں جانتے تھے۔ (4) فنونِ سپہ گری (نشانہ بازی، تیر اندازی، تیراکی، گھڑ دوڑ کے مقابلے، جنگی مشقیں۔ (5) علم الطیور۔ (۶) زرعی علوم َ۔(7 )علم ہئیت (۸)علم انساب۔

**تعداد طلبہ:** کل تعداد 400 تھی بعض اوقات 70 یا 80 تک بھی رہی۔ تعلیم عام اور لازمی تھی۔

**تعلیم بالغاں :** کاروباری صحابہ کرام فرصت کے وقت تعلیم حاصل کرتے۔

**مخصوص اساتذہ کرام:** فن قرأت،حضرت ابی بن کعبؓ۔ علم المیراث حضرت زید بن ثابتؓ۔

**تعلیم نسواں:** مجالس وعظ وتعلیم کے لیے معلمہ :حضرت عائشہؓ۔

**مضامین برائےخواتین:** د ینی مضامین، چرخہ کاتنا، گھریلوصنعتیں -

نبی اکرم ﷺ نے درسگاہ صفّہ کے ذریعے جو نظام تعلیم دنیا کو دیا اس میں حسب ذیل خصوصیات تھیں :

1. امیر اور غریب کے درمیان کوئی امتیاز نہ تھا۔
2. اللہ کی ا طاعت، رسول اللہﷺ کی پیروی، احتساب آخرت، تکمیل اخلاق اور تبلیغ اسلام جیسے مقاصد اس نظام تعلیم کا حصہ تھے۔
3. یکساں نصاب،مفت تعلیم،اساتذہ کی مکمل کفالت،دین و دنیا کی یکجائی اور پاکیزہ ترین تعلیمی ماحول درسگاہ صٗفہ کے عناصر ترکیبی تھے۔

جب عہدِ نبویﷺ میں مملکتِ اسلامیہ دس لاکھ مربع میل تک پھیل گئی تو ایک وسیع تعلیمی نظام قائم کرنا لازم ہو گیا۔چناں چہ مد ینہ منورہ سے بڑےبڑے مقامات پر تربیت یافتہ معلمین روانہ کیے جاتے اور صوبائی گورنروں کو بھی حکم ہوتا کہ وہ اپنے صوبوں کی تعلیمی ضرورتوں کو پورا کریں یمن کے گورنرحضرت عمرو ابن حزم کو آپﷺ نے ہدایت نامہ جاری فرمایا کہ وہ اپنے صوبوں کی تعلیمی ضرورتوں کو پورا کریں آپﷺ نے ارشاد فرمایا: ” لوگوں کو اس بات کی نرمی سے ترغیب دو کہ وہ دینیات کی تعلیم حاصل کریں “(ابن حنبل)

گورنروں کو یہ بھی حکم تھا کہ وہ لوگوں کو وضو،جمعہ کا غسل،با جماعت نماز، روزہ اور حج بیت اللہ کے احکام بتائیں۔ نبی کریمﷺ نے صوبہ یمن میں ایک صدر ناظم تعلیمات بھی مقرر فرمایا۔اسے حکم تھا کی وہ مختلف اضلاع کا دورہ کرے اور وہاں کی

تعلیم اور تعلیمی اداروں کی نگرانی کرے۔(تاریخ طبری، صفحات 3۔ 1982 )

الغرض، معلم اعظمﷺ نے ہمیشہ علم نافع کے لیے دعا فرمائی۔(ابن عبدالبر، کتاب العلم۔ صفحہ 84)

حضورﷺ کا تمثیلی انداز:

ایک مرتبہ حضوراکرمﷺ نے صحابہ کرام کی مجلس میں اپنے ساتھیوں سے پوچھا: بھلا وہ کون سا درخت

ہے، جس کے پتے جھڑتے نہیں اور جو مسلمانوں سے مشابہت رکھتا ہے ؟ مجلس میں جتنے لوگ بیٹھے تھے وہ مختلف جنگلی درختوں کے بارے میں سوچنے لگے، کسی نے کوئی درخت بتایا۔اور کسی نے دوسرا۔مگر آپﷺ نے ان سب کا انکار کیا لوگوں نے عرض کیا کی حضورﷺ آپﷺ ہی بتا دیں۔ آپﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

اس تمثیلی سوال سے آپﷺ یہ بتانا چاہتے تھے کہ کھجوور کا درخت ایک ایسا درخت ہے جس میں سراسر بھلائی ہی بھلائی ہے۔ غرض اس بلیغ مثال میں حضورﷺ نے تعلیمی نصب العین، نصاب اور طریق تعلیم کی بڑے احسن اور لطیف انداز میں وضاحت فرمائی ہے۔

آپﷺ کے بعد کے ادوار میں اسلامی فنون کی ترقی خلفائےراشدین،اموی اور عباسی دور میں ہوتی رہی لیکن اسلامی تہذیب و ثقافت اور علوم و فنون کا شاندار دور عباسیوں کا عہدِ حکومت تھا۔ہارون الرشید نے علوم و فنون کی سر پرستی کی اور آپ کے دور میں شاندار علمی کارنامے سرانجام دیےگئے۔عباسی دور میں دوسری زبانوں کی علمی کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ کیاگیااور عربی تراجم کے شعبہ میں توسیع مامون الرشید کا دور علمی ترقی کے حوالے سے سنہری دور ہے اس کے عہد میں دارالحکمت کی علمی کرنیں بدستور جاری رہیں۔ سپین (اندلس) میں مسلمانوں کا عہدِ حکومت (756عتا1942ع) بھی علمی میدان میں بہت آگے پندرھویں صدی عیسوی کے وسط تک یورپ جہالت کے اندھیروں میں غرق اور ڈوبا ہوا تھا۔

جب برصغیر میں مسلمانوں کی سیاسی قوت کمزور اور انگریزوں کی سیاسی قوت مستحکم ہوئی۔اس کشمکش میں مسلمانوں کا نظام تعلیم تہہ و بالا ہو کر رہ گیا۔چناں چہ علی گڑھ کالج و جود میں آیا۔جس کے سرخیل سر سید احمد خان تھے۔ جو بعد میں یونی ورسٹی کا درجہ حاصل کر گیا۔ اور ہندوستان میں مدرسہ دیوبند بھی قائم ہوا،علی گڑھ کالج قائم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان مغربی علوم کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور انگریزوں کی مسلم دشمنی سے کسی حد تک نجات حاصل کر سکیں دیوبند مدرسہ تصور کے تحت اسی دور میں وجود میں آیا۔اس کا مقصد یہ تھاکہ چوں کہ انگریز حکمرانوں سے چھٹکارا پانا فی الحال ممکن نہیں اس لیے انگریز کی تہذیب سے بچنے کےلیےجو کچھ بچایا جا سکتا ہے بچا لیا جائے۔اس مقصد کے لیے وہی نصاب جو مسلم معاشرے کی اٹھارھویں صدی کی ضروت کو پیش نظر رکھ کر مرتب کیا گیا تھابعینہ اختیار کر لیاگیا۔یہ ایک دفاعی نقطۂ نظر تھا۔

تعلیم کے لغوی معنیٰ و مفہوم:۔

لفظی طور پر تعلیم کے معنی ہیں معلومات کا جمع کردینا۔ اور مخفی صلاحیتوں کو نکھارنا ہے اصلاً یہ لفظ معلومات فراہم کرنے اور معلم کی مخفی صلاحیتوں کو نکھارنے کے مفہوم میں آتا ہے۔

تعلیم کا مفہوم اسلامی نقطۂ نظر سے تین اصلاحات کا جامع ہے یعنی تعلیم،تربیت اور تادیب تعلیم کا مقصد انسان کی شخصیت کو متوازن انداز پر نشوونما دینا ہے اور انسانیت کی انفرادی و اجتماعی فلاح و بہبود ہے۔ تعلیم بذات خود منزل نہیں بل کہ منزل کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا یہی خیال تھا اسلام ہماری زندگی اور تعلیم کا مقصد ہونا چاہیے۔اور امام غزالیؒ کے مطابق اسلامی نظریۂ تعلیم کا مقصد تعمیر کردار ہے علم کی فضیلت کو قرآن و اسوۂحسنہ کی روشنی میں ہی سمجھنا اصل کامیابی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہےاقراءباسم ربک الذی خلق آپﷺ کا یہ فرمانا کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس پہلی وحی کو اسلامی نظامِ تعلیم کا سنگِ بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے آپﷺ نے نبوت کے بعد احکام الٰہی کی تعلیم سخت،مخالفت کے باوجود مکہ معظمہ میں بذریعہ تبلیغ دی۔ آپﷺ نہ صرف اخلاقی اور مذہبی تعلیم دیتے بل کہ لوگوں کی عملی تربیت بھی فرماتے۔آپﷺ کی بعثت کا مقصد ہی تعلیم تھا۔جیسا کہ”إنما بعثت معلما“ فرما کر یہ یقین دلا دیا کہ دنیا و آخرت کی فلاح صرف اور صرف علم نافع سے ہی ہے اور علم کی اہمیت ان آیات وا حادیث سے ثابت ہو رہی ہےکہ ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم ایتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتب والحکمہ و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔

علامہ شبلی نعمانیؒ اور امام رازی فرماتے ہیں کہ آپﷺ کی تعلیم کے یہ اصول تھے کہ عوام و خواص دونوں

کی تعلیم و تر بیت کرنا، لوگوں کے اخلاق درست کرنا اور ان کے نفس کا تزکیہ کرنا، آپﷺ سے پہلے علم عام طور پر پیشواؤں کی اجارہ داری تھی مثلا ہندوستان میں پنڈتوں کی اور یورپ میں پادریوں کی یا صرف امراءہی پڑھنا لکھنا سیکھتے تھے۔ حضوراکرمﷺ نے علم کو ہر ایک کے لیے عام کر دیا۔ آپﷺ نے ارشاد فرمایا اطلبوالعلم ولو کان بالصین فا ن طلب العلم فریضۃعلی کل مسلم۔ آپﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، جس کو ایسی حالت میں موت آ گئی کہ وہ علم حاصل کر رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے اسلام کو زندہ کر دے تو اس کے درمیان اور نبیوں کے درمیان جنت میں ایک درجے کا فرق ہے۔ آپﷺ نے علم کے سلسلے میں ارشاد فرمایا، یعنی جو شخص علم کی طلب میں نکلتا ہے تو وہ لوٹنے تک اللہ کے راستے میں ہوتا ہے آپﷺ نے علم کو صدقہ جاریہ قرار دیا۔ حضورﷺ نے اس قرآنی دعا کی بھی ترغیب دی ”رب زد نی علما“ حدیث نبوی میں علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا۔فا نھم ورثۃ الانبیاء فمن اکرمھم فقد اکرم اللہ ورسولہ۔

معلم انسانیت کا فلسفہ علم و تعلیم :

تاریخ انسانی میں یہ منفرد مقام ہادی عالم، پیغمبر آخرو اعظم حضرت محمدﷺ کا عطا کردہ مثالی ضابطۂ حیات اسلام کو حاصل ہے کہ وہ سراپا علم بن کے آیا اور تعلیمی دنیا میں ایک ابدی اور ہمہ گیر انقلاب کا پیامبر ثابت ہوا۔

اس نقطۂ نگاہ سے بنی نوع آ دم نے اپنے سفر کا آغاز تاریکی اور جہالت سے نہیں بل کہ علم کی روشنی سے کیا ہے اور یہ نا قابل ترد ید حقیقت ہے کہ تخلیق آدمؑ کے بعد خالق کائنات نے انسان اول (حضرت آدمؑ ) کو سب سے پہلے جس عظیم نعمت سے سر فراز فرمایا وہ علم تھا۔علم ہی کی بدولت اللہ تعالیٰ علیم وخبیر اور عالم ا لغیب و الشہادۃ نے حضرت آدمؑ اور بنی نوع آدم کو جٗملہ مخلوق پر عزت وعظمت اور فضیلت بخشی۔اسے لائق عزت و تکریم ٹھہرایا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں یوں ارشاد ہوا، اور جب تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمیں میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں پھر فرمایاگیا۔وعلم آدم الاسماءکلھا۔یعنی اللہ نے آدمؑ کو تمام اسماء کی تعلیم دی۔ یہ اشیاء کا علم ہی ہے جو بنی نوع انسان کو باقی مخلو قات حتٰی کہ ملائکہ پر عزت و عظمت اور فضیلت عطا کر کے اسے جملہ مخلوق سے ممیز اور مسجود ملائکہ کا تاج زریں عطا کرتا ہے۔ ”علم“ قیادت کا ایک خاصہ اور ان اہم ترین عوامل میں سے ہے جو کسی تہذیب کے صحت مند ارتقاء اور نشوونما کے لیے ضروری ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں دنیا کے دیگر نظاموں نے ”تعلیم“ کو زیادہ سے زیادہ بنیادی ضروریات میں سے ایک ضرورت سمجھا وہاں باعث تخلیق کائنات ہادی اعظم حضرت محمدﷺ نے اسے اولین ضرورت قرار دیا۔

علم کی اہمیت،فرضیت اور فضیلت:

اسلام کے نزد یک علم حاصل کرنا معاشرتی ضرورت سے زیادہ انفرادی دینی فریضہ ہے۔ تعلیم دینا اور حاصل کرنا دونوں ہی مسلمان معاشرہ کے فرائض میں داخل ہے۔ تعلیم اور تعلیم کا کاروبار ایک عبادت ہے جس میں مقصوداصلی رضائے الہٰی کا جذبہ عبادت اس وقت مقبول ہوتی ہے جب کہ جاہ و مال اور نام و نمود کے جذبے سے پاک ہو۔

اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے علم کے بارے میں یہ تصور رائج کیا کہ دنیا کی تمام مخلوق میں انسان کو صرف اس لیے برتری حاصل ہے کہ اسے علم سے نوازا گیا ہے گو اسلام نے تمام انسانوں کو مساوی حثیت عطا کی ہے ان میں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں دی سوائے ان لوگوں کے جو علم میں دوسروں سے برتر ہیں گویا علم اسلام کے تصور کے مطابق باعث فضیلت ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک علم وہ واحد وسیلہ ہے جس سے انسان اپنے خالق حقیقی کو پہچان سکتا ہے۔اس کے زریعے وہ اپنی ذات اور اپنے ماحول سے آگاہی حاصل کرتا ہےاور اس کے ذریعے اپنی اس زندگی اور اس کے بعد آنے والی زندگی کے لیے پوری تیاری کر سکتا ہے اس کے بعد ہی زند گی کی صیح قدروقیمت کا ادراک ہوتا ہے۔اس کے بغیر شرف انسانیت سے نا آشنا رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جا نے کے بعد انسان کو حیوان بننے سے کوئی شے روک نہیں سکتی۔اس علم کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی سعادت کبریٰ قرار دیا ہے۔رب کا ئنات کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ جس انسان کو خیر حقیقی سے نوازتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔صحیحین کی حدیث کے مطابق کہ”خیرکم من تعلم القرآن و علمہ“ تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اورپڑھایا۔

علم جیسی نعمت عظمیٰ کی وجہ سے انسان اپنے گناہوں کا کفارہ بھی ادا کر سکتا یے۔علم کی بزرگی اور برتری کی ایک سند یہ بھی ہے کہ اس شخص کے لیے جس نے ماضی میں کوتاہیاں کیں اور گناہ کیے۔علم کو اس کے لیے کفارہ قرار دیاگیا ہے ایک حدیث کا مفہوم یہ ہےکہ جس نے علم سےرجوع کیا اس نے حقیقت اور سچائی سے رجوع کیا اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کے ماضی کی کوتاہیاں جو لا علمی ا ور جہل کے سبب اس سے سرزد ہوئی ہیں معاف ہو جاتی ہیں۔

علم کی فضلیت عبادت سے زیادہ ہے۔ابن عباس سے روایت ہے کہ رات کو تھوڑی دیر علم کا درس کہنا رات کے زندہ رکھنے (رات بھر عبادت کرنے ) سے بہتر ہے آپﷺ سے ایک بار دو آدمیوں کے متعلق معلوم کیاگیا۔جن دونوں کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا ان میں سے ایک عالم تھا۔ وہ فرض نمازیں پڑھتا تھا اور پھر لوگوں کو علم سکھانے بیٹھ جاتا تھا دوسراعابد تھا جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام عبادت کرتاتھا۔آپﷺ سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں سے افضل کون ہے آپﷺ نے فرمایا۔اس عالم کی فضیلت جو فرض نمازیں پڑھتا ہے پھر لوگوں کو علم سکھانے بیٹھ جاتا ہے اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہےمفہوماً یہ فرمایا گیا کہ عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے۔آپﷺ نے اپنے عمل سے بھی اہلِ علم کی فضیلت کی تصد یق فرمائی۔

احادیث نبوی سے استدال:

آپﷺ نے مختلف انداز سے علم کی اہمیت کو بھی واضح کیا ہے حضرت حذیفہ بن یمان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ” علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے“ ایک اور حدیث میں یوں ارشاد ہواکہ”عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر“۔

عبادت پر علم کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ صاحب علم کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہونے کے ساتھ اس کا علم کا سلسلہ منقطع نہیں ہوجاتا اور نہ اس کا علم مرتا ہےجو نماز روزہ کرتا ہے۔زکوٰۃ دیتا ہے حج و عمرہ کرتا ہے یا تسبیح و ذکر کرتا ہے اس کے ان اعمال صالحہ کی بہترین جزا اللہ تعالیٰ کے یہاں ملے گی لیکن ان اعمال کا سلسلہ بھی زندگی کے ساتھ ہی منقطع ہو جاتاہے لیکن علم کا اثر باقی رہتا ہے حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے فرمایاجب آدمی انتقال کر جاتا ہے تو اس کا عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے سواےتین چیزوں کے۔1) کوئی صدقہ جاریہ ہو۔ 2)

کوئی ایسا علم چھوڑا ہو جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہو۔ 3)یا پھر نیک اولاد ہو جو اس کے لیے دعا کرے۔

ایک حدیث کی روشنی میں کہ علم حاصل کرنا فرض ہے یہ مختصر سا جملہ ہی روشنی کی موجیں بکھیر دیتا ہے اور زندگی کی وسعتوں کو کھول دیتا ہے علم کی اہمیت کا اندازہ آپﷺ کے ان ارشادات گرامی سے ہوتا ہے آپﷺ نے فرمایا: لوگوں سے علم سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ،اس علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو نفع نہ دے۔علم دو طرح کا ہوتا ایک وہ جو دل میں گھر کر لیتا ہے۔ یہ نفع بخش علم ہے۔

۔٭۔

1. \* اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامک سٹڈیز، الحمد اسلامک یونی ورسٹی [↑](#footnote-ref-1)